OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://arjicc.com/index.php/arjicc

دور حاضر میں امتِ مسلمہ کی دعوتی ذمہ داریاں: تقاضے اور نبوی رہنمائی

Dawah Responsibilities of the Muslim Ummah in the Present Age: Contemporary Challenges and Prophetic Guidance

Dr. Waleed Khan
Lecturer Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt College Women University Sialkot Pakistan
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com

Amanullah
PhD Scholar NCBA & E
Email: hajiamanullah65@gmail.com

Sana Maryam
Muslim Youth (MY) University Islamabad
Email: sanawaleed799@gmail.com

Received on: 05-07-2025 Accepted on: 05-08-2025

Abstract

Dawah is one of the important responsibilities of the Muslim Ummah. The Qur’an describes the Muslim community as a community that calls people towards الخیر, encourages what is right and discourages what is wrong. In the present age, the nature of dawah has changed considerably because of globalization, social media, rapid communication, ideological diversity, materialism and growing interaction between different religions and cultures. These changes have created new opportunities as well as new responsibilities for Muslims. This study examines the major dawah responsibilities of the Muslim Ummah in the present circumstances in the light of the Qur’an and Sunnah. It discusses the need for wisdom, good character, knowledge, patience, dialogue, social service, family تربیت, responsible use of digital media and representation of Islam through practical conduct. The study argues that contemporary dawah cannot remain limited to traditional speeches and gatherings. It should address the intellectual, moral, social and practical problems faced by people today. The Prophetic model shows that successful dawah combines knowledge with wisdom, speech with action, and firmness in principles with kindness towards people. The study concludes that the Muslim Ummah can fulfil its dawah responsibility more effectively when it develops sound knowledge, ethical conduct, social awareness, digital literacy and a balanced approach based on the Qur’an and Sunnah.

Keywords: Dawah, Muslim Ummah, Contemporary Challenges, Prophetic Guidance, Islamic Education, Social Responsibility, Digital Dawah, Moral Development.

تمہید

اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسان کی زندگی کو صرف عبادت تک محدود نہیں کرتا بلکہ فرد، خاندان اور معاشرے کی اصلاح کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ اسلام کی بنیادی تعلیمات دوسروں تک پہنچانا اور خیر کی طرف بلانا اسی اجتماعی ذمہ داری کا حصہ ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں امتِ مسلمہ کے ایک اہم وصف کے طور پر دعوت اور امر بالمعروف کا ذکر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

"اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو خیر کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے، اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔[1] "

دعوت کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ایک شخص تقریر کرے اور دوسرے لوگ سنیں۔ دعوت کا اصل تعلق انسان کو حق، خیر اور اللہ کی طرف متوجہ کرنے سے ہے۔ کبھی یہ بات سے ہوتی ہے، کبھی اچھے اخلاق سے، کبھی تعلیم کے ذریعے، کبھی خدمتِ خلق سے اور کبھی کسی مشکل وقت میں کسی انسان کا ساتھ دینے سے۔ آج کا زمانہ پہلے کے زمانوں سے بہت مختلف ہے۔ ایک طرف تعلیم، ذرائع ابلاغ اور رابطے کے وسائل بہت بڑھ گئے ہیں، دوسری طرف غلط معلومات، فکری انتشار، مادہ پرستی، اخلاقی کمزوری، مذہبی غلط فہمیاں اور معاشرتی تقسیم بھی بڑھ گئی ہے۔ ایک شخص دنیا کے ایک کونے میں بیٹھ کر چند منٹ میں لاکھوں لوگوں تک اپنی بات پہنچا سکتا ہے۔ اس لیے دعوت کے مواقع بھی پہلے سے کہیں زیادہ ہیں اور ذمہ داری بھی۔ آج امتِ مسلمہ کے لیے اصل سوال یہ ہے کہ وہ موجودہ حالات میں اسلام کا پیغام کس انداز سے پیش کرے۔ کیا صرف روایتی انداز کافی ہے یا دعوت کے طریقوں میں بھی تبدیلی کی ضرورت ہے؟ کیا مسلمان اپنے کردار سے اسلام کی نمائندگی کر رہے ہیں؟ کیا نوجوانوں کے سوالات اور ذہنی مسائل کو سمجھا جا رہا ہے؟ کیا سوشل میڈیا کو صحیح مقصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے؟

ان سوالات پر غور کیے بغیر موجودہ دور کی دعوتی ذمہ داریوں کو مکمل طور پر سمجھنا مشکل ہے۔

دعوت کا بنیادی مقصد

دعوت کا پہلا مقصد انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دو اور ان سے ایسے طریقے سے گفتگو کرو جو سب سے بہتر ہو۔[2]"

اس آیت میں دعوت کے لیے تین اہم باتیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی حکمت، دوسری اچھی نصیحت اور تیسری گفتگو کا بہترین طریقہ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت صرف صحیح بات کہہ دینے کا نام نہیں۔ صحیح بات کس وقت کہی جائے، کس شخص سے کہی جائے اور کس انداز میں کہی جائے، یہ بھی دعوت کا حصہ ہے۔ ایک شخص کو کسی مسئلے کا علم ہو لیکن وہ سخت مزاج ہو، ہر اختلاف کو لڑائی بنادے اور دوسرے انسان کی عزت کا خیال نہ رکھے تو اس کا علم دعوت کے بجائے دوری کا سبب بن سکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں علم کے ساتھ نرمی، سمجھ اور اچھا اخلاق ہو تو وہی بات زیادہ آسانی سے دل تک پہنچ سکتی ہے۔

امتِ مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داری

قرآن مجید نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا خیر خواہ بننے کی تعلیم دی ہے۔ ارشاد ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔[3] "

اس آیت سے دعوت کا ایک اجتماعی پہلو سامنے آتا ہے۔ امت میں ایسے افراد اور ادارے ہونے چاہییں جو علم حاصل کریں، لوگوں کی رہنمائی کریں، دینی تعلیم پھیلائیں اور معاشرے میں خیر کو مضبوط کریں۔ لیکن اس اجتماعی ذمہ داری کا مطلب یہ نہیں کہ ہر شخص ہر مسئلے پر فتویٰ دینے لگے یا ہر انسان کو اپنے طور پر دوسروں کی اصلاح کا اختیار حاصل ہو جائے۔ علم، حکمت اور اپنی حدود کی پہچان بھی ضروری ہے۔ دعوت کے میدان میں علماء، ائمہ، اساتذہ، خطباء، تعلیمی ادارے، دینی تنظیمیں اور تربیتی مراکز اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق کردار ادا کر سکتے ہیں، جبکہ عام مسلمان اپنے اچھے کردار، سچائی، معاملات اور خدمت کے ذریعے اسلام کی نمائندگی کر سکتا ہے۔

موجودہ دور میں دعوت کی بدلتی ہوئی صورت

ماضی میں دعوت کا بڑا ذریعہ مسجد، مدرسہ، مجلس، کتاب اور خطبہ تھا۔ آج یہ ذرائع اپنی جگہ موجود ہیں، لیکن ان کے ساتھ موبائل فون، فیس بک، یوٹیوب، واٹس ایپ، ٹک ٹاک، انسٹاگرام اور دوسرے ڈیجیٹل ذرائع بھی شامل ہو گئے ہیں۔ آج ایک مختصر ویڈیو ہزاروں لوگوں تک پہنچ سکتی ہے۔ ایک اچھی بات چند گھنٹوں میں دنیا بھر میں پھیل سکتی ہے اور ایک غلط بات بھی اسی رفتار سے پھیل جاتی ہے۔ اس صورتِ حال نے دعوت کے لیے ایک نیا میدان پیدا کیا ہے۔ جو مسلمان یا ادارہ ڈیجیٹل دنیا میں موجود نہیں، وہ نئی نسل کے ایک بڑے حصے تک اپنی بات نہیں پہنچا پاتا۔

لیکن یہاں ایک مشکل بھی ہے۔ سوشل میڈیا پر ایسی بات زیادہ تیزی سے پھیلتی ہے جو مختصر، جذباتی یا سنسنی خیز ہو۔ اس وجہ سے بعض اوقات دین کی سنجیدہ بات بھی صرف چند سیکنڈ کی ویڈیو یا ایک جملے میں محدود ہو جاتی ہے۔ یہ دعوت کے لیے ایک چیلنج ہے۔ اس لیے موجودہ دور کی دعوت میں علم کے ساتھ میڈیا کی سمجھ بھی ضروری ہو گئی ہے۔

علم کے بغیر دعوت کا نقصان

دعوت کی سب سے پہلی ضرورت صحیح علم ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ

"پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔[4] "

اس آیت میں علم کو عمل اور دعوت سے پہلے رکھا گیا ہے۔ اس سے ایک بنیادی اصول سامنے آتا ہے کہ دین کی بات کرتے وقت انسان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ موجودہ زمانے میں سوشل میڈیا نے ہر شخص کو اپنی بات نشر کرنے کا موقع دے دیا ہے۔ ایک شخص کسی ایک ویڈیو یا پیغام کو دیکھ کر فوراً آگے پھیلا دیتا ہے، حالانکہ وہ حدیث یا واقعہ درست بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی۔ دعوتی ذمہ داری کا ایک اہم حصہ یہ ہے کہ مسلمان بغیر تحقیق دینی بات آگے نہ بڑھائے۔ خاص طور پر حدیث، فتویٰ، تاریخی واقعہ اور کسی عالم کی طرف منسوب بات کے بارے میں تحقیق ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً

"میری طرف سے پہنچاؤ، چاہے ایک آیت ہی ہو۔[5] "

یہ حدیث علم پہنچانے کی ترغیب دیتی ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بغیر علم کے انسان دین کے بارے میں اپنی طرف سے باتیں بیان کرنے لگے۔ ایک آیت معلوم ہے تو وہی بیان کرے، جو معلوم نہیں اسے کسی مستند عالم سے معلوم کرے۔

دعوت میں حکمت کی ضرورت

موجودہ حالات میں دعوت کے لیے شاید سب سے زیادہ ضرورت حکمت کی ہے۔ لوگ مختلف ذہنی سطح، تعلیمی پس منظر اور معاشرتی حالات رکھتے ہیں۔ ایک ہی بات ہر شخص کو ایک ہی انداز میں نہیں سمجھائی جا سکتی۔ قرآن مجید نے دعوت میں "الحکمۃ" اور "الموعظۃ الحسنۃ" کا ذکر کیا۔[2] اس کا مطلب یہ ہے کہ دعوت میں مخاطب کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔

ایک نوجوان اگر دین کے بارے میں کوئی سوال کر رہا ہے تو اسے فوراً گستاخ، گمراہ یا دین سے دور شخص قرار دینا مسئلے کو حل نہیں کرے گا۔ پہلے اس کا سوال سمجھنا ہو گا۔ ممکن ہے اس کے ذہن میں کوئی غلط فہمی ہو، کسی واقعے سے اسے تکلیف پہنچی ہو، یا اسے کسی سوال کا جواب کبھی صحیح انداز میں ملا ہی نہ ہو۔ ایسی صورت میں بات سننا بھی دعوت ہے۔

نوجوان نسل کی دعوتی ضرورت

آج نوجوان امتِ مسلمہ کے سب سے اہم طبقات میں سے ہیں۔ ان کے پاس علم تک رسائی پہلے سے زیادہ ہے، لیکن اسی کے ساتھ ذہنی دباؤ، فکری الجھن، شناخت کا مسئلہ اور مستقبل کے بارے میں بے یقینی بھی موجود ہے۔ نوجوان کو صرف یہ کہنا کہ "یہ کرو اور یہ نہ کرو" کافی نہیں۔ اسے یہ بھی سمجھانا ہو گا کہ کیوں کرو، کیوں نہ کرو، اور اسلام اس بارے میں کیا حکمت پیش کرتا ہے۔ خاص طور پر یونیورسٹی کے طلبہ کے ذہن میں دین، سائنس، آزادی، انسانی حقوق، عورت کے مقام، مذہبی اختلاف، معیشت، سیاست اور معاشرے کے بارے میں سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اگر دینی حلقے ان سوالات سے بات کرنے کے بجائے صرف ناراضی کا اظہار کریں گے تو نوجوان اپنے جوابات کہیں اور سے تلاش کرے گا۔ دعوت کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ نوجوان کے سوال سے خوفزدہ نہ ہوا جائے۔

دعوت اور اچھا اخلاق

رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا سب سے مؤثر پہلو آپ ﷺ کا کردار تھا۔ قرآن مجید نے فرمایا:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

"اور بے شک آپ بلند ترین اخلاق پر ہیں۔[6] "

یہ آیت دعوت کے ایک بنیادی پہلو کو سامنے لاتی ہے۔ اسلام کی نمائندگی صرف زبان سے نہیں ہوتی، کردار سے بھی ہوتی ہے۔ ایک مسلمان اگر نماز کی بات کرے لیکن لوگوں کے حقوق ادا نہ کرے، سچائی کی بات کرے لیکن خود معاملات میں جھوٹ بولے، حسنِ اخلاق کی تعلیم دے لیکن اپنے گھر والوں کے ساتھ بدسلوکی کرے، تو اس کی دعوت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس ایک مسلمان دیانت دار ہو، وعدہ پورا کرے، کمزور کی مدد کرے، دوسرے کی عزت کرے اور اختلاف میں بھی اخلاق برقرار رکھے تو لوگ اس کے کردار سے اسلام کو دیکھتے ہیں۔ موجودہ دور میں یہ دعوت کی سب سے اہم ضرورتوں میں سے ایک ہے۔

دعوت اور خدمتِ خلق

اسلامی دعوت کا ایک پہلو خدمتِ انسانیت بھی ہے۔ قرآن مجید بار بار یتیم، مسکین، مسافر اور ضرورت مند کا ذکر کرتا ہے۔ آج کے حالات میں اگر مسلمان غریبوں کی مدد کریں، تعلیم کے لیے کام کریں، یتیم بچوں کی کفالت کریں، بیماروں کی مدد کریں، قدرتی آفات میں لوگوں

کے ساتھ کھڑے ہوں اور معاشرتی مسائل میں مثبت کردار ادا کریں تو یہ خود ایک دعوتی عمل بن سکتا ہے۔ ایک بھوکے انسان کو لمبی تقریر کے بجائے پہلے کھانے کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ ایک بیمار انسان کو وعظ سے پہلے علاج کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ ایک پریشان نوجوان کو فتویٰ دینے سے پہلے کسی سننے والے انسان کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں اسلام کی دعوت انسانی زندگی سے جڑتی ہے۔

دعوت اور خاندانی تربیت

امت کی دعوتی ذمہ داری صرف باہر کے لوگوں تک دین پہنچانا نہیں۔ اپنے گھر والوں کی تربیت بھی اسی ذمہ داری کا حصہ ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔[7]"

اس آیت میں ایک اہم حقیقت سامنے آتی ہے کہ دعوت کا آغاز اپنے گھر سے ہونا چاہیے۔ آج بعض والدین اپنی اولاد کی دینی تربیت کا بڑا حصہ مدرسے یا اسکول کے حوالے کر دیتے ہیں، لیکن گھر کے ماحول میں دین کی بات کم ہوتی ہے۔ اگر والد نماز کی بات کرے لیکن خود نماز کی پابندی نہ کرے، یا والدین بچوں کو سچائی کا درس دیں لیکن گھر میں خود جھوٹ بولا جائے تو بچوں پر بات کا اثر کم ہو گا۔ اس لیے گھر کے ماحول کو بہتر بنانا بھی دعوتی ذمہ داری ہے۔

خواتین کا دعوتی کردار

امت کی دعوتی ذمہ داری صرف مردوں تک محدود نہیں۔ قرآن مجید نے مومن مردوں اور مومن عورتوں دونوں کو خیر کے کام میں ایک دوسرے کا مددگار قرار دیا ہے۔[3]

مسلم خواتین تعلیم، تربیت، تحریر، تدریس اور سماجی خدمت کے ذریعے بہت اہم دعوتی کردار ادا کر سکتی ہیں۔ خاص طور پر خواتین اور بچیوں تک بعض باتیں خواتین زیادہ آسانی سے پہنچا سکتی ہیں۔ مسلم معاشرے میں مائیں بچوں کی پہلی تربیت گاہ ہیں۔ اس لیے خواتین کی دینی تعلیم کو مضبوط کرنا دراصل پوری نسل کی تربیت کو مضبوط کرنا ہے۔

مدارس اور جامعات کی دعوتی ذمہ داری

موجودہ دور میں دینی مدارس اور جامعات دونوں کا کردار اہم ہے۔ مدارس اسلامی علوم کی بنیادی روایت کو محفوظ رکھتے ہیں، جبکہ جامعات جدید علمی، سماجی اور تحقیقی مسائل سے واسطہ رکھتی ہیں۔ ان دونوں میدانوں کے درمیان رابطہ بہتر ہونے کی ضرورت ہے۔

مدارس کے طلبہ اگر جدید سماجی اور فکری مسائل کو سمجھیں اور جامعات کے طلبہ اگر دینی علمی روایت سے بہتر واقف ہوں تو ایک زیادہ متوازن دعوتی ماحول پیدا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اسلامیات کے شعبہ جات میں ایسے نصاب اور تحقیق کی ضرورت ہے جو موجودہ مسائل کو قرآن و سنت کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرے۔

دعوت اور فکری اختلاف

اسلامی تاریخ میں علمی اختلاف ہمیشہ رہا ہے۔ فقہ، تفسیر اور دیگر علوم میں علماء نے مختلف آراء پیش کیں۔ اختلاف اگر علمی حدود میں ہو تو علم کو وسیع کر سکتا ہے۔ موجودہ دور میں مسئلہ یہ ہے کہ معمولی اختلاف بھی بعض اوقات دشمنی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ سوشل میڈیا پر کسی عالم یا دوسرے مسلک کے شخص کے خلاف سخت زبان استعمال کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔ دعوتی ذمہ داری یہ ہے کہ مسلمان اختلاف کے باوجود انصاف اور ادب کو نہ چھوڑے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ

"کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو، یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔[8] "

یہ اصول دعوت کے میدان میں بھی بہت اہم ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ دعوتی رویہ

مسلمانوں کی دعوتی ذمہ داری میں غیر مسلموں کے ساتھ اچھا برتاؤ بھی شامل ہے۔ قرآن مجید دعوت کے لیے حکمت اور اچھے انداز کی ہدایت دیتا ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ

"دین میں کوئی جبر نہیں۔[9] "

یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ ایمان کسی زبردستی کا نام نہیں۔ اسلام کی دعوت دلیل، اخلاق اور خیر خواہی کے ذریعے پیش کی جاتی ہے۔

موجودہ دنیا میں مسلمانوں کا مختلف مذاہب کے لوگوں کے ساتھ روزانہ تعلق رہتا ہے۔ یونیورسٹی، دفتر، تجارت، طب اور بین الاقوامی رابطوں میں یہ تعلق مزید بڑھ گیا ہے۔ ایسے ماحول میں مسلمان کا اخلاق، گفتگو اور معاملات بھی دعوت بن سکتے ہیں۔

اسلام کے خلاف غلط تصورات اور دعوت

آج دنیا کے مختلف حصوں میں اسلام کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں موجود ہیں۔ بعض اوقات اسلام کو صرف تشدد، انتہا پسندی یا سیاسی تنازعات کے حوالے سے پیش کیا جاتا ہے۔ اس ماحول میں مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ غصے اور جذبات کے بجائے علم کے ساتھ اسلام کی تعلیمات پیش کرے۔ اگر کسی اعتراض کا جواب معلوم نہ ہو تو یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ "میں اس کا جواب تحقیق کے بعد دوں گا" بجائے اس کے کہ فوراً کوئی کمزور یا غیر مستند جواب دے دیا جائے۔

موجودہ دور کی دعوت میں یہ علمی دیانت بہت ضروری ہے۔

ڈیجیٹل دور اور دعوت

سوشل میڈیا نے دعوت کے لیے غیر معمولی مواقع فراہم کیے ہیں۔ ایک عالم یا استاد اپنے شہر سے باہر بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں تک پہنچ سکتا ہے۔

لیکن اس کے لیے چند بنیادی باتیں ضروری ہیں۔ دینی مواد مستند ہو، زبان شائستہ ہو، عنوان حقیقت کے مطابق ہو، دوسروں کی تحقیر نہ ہو اور ہر بات کو سنسنی خیز انداز میں پیش کرنے سے گریز کیا جائے۔ خاص طور پر حدیث کے معاملے میں احتیاط ضروری ہے۔ بہت سی ایسی احادیث سوشل میڈیا پر گردش کرتی ہیں جن کی کوئی معتبر اصل نہیں ہوتی۔ دعوت کے نام پر غیر مستند بات پھیلانا درست نہیں۔ اسی طرح کسی دوسرے مسلمان کی ویڈیو کاٹ کر، سیاق و سباق سے ہٹا کر یا اس کی توہین کے لیے پھیلانا بھی دعوت کا مناسب طریقہ نہیں۔

دعوت میں زبان کا مسئلہ

آج کی نسل کی زبان بدل رہی ہے۔ بہت سے نوجوان کلاسیکی دینی زبان سے مانوس نہیں۔ اگر ان کے ساتھ صرف مشکل عربی اور پیچیدہ علمی اصطلاحات میں بات کی جائے تو ممکن ہے وہ بات سمجھ ہی نہ سکیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ علمی معیار ختم کر دیا جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ مشکل بات کو آسان زبان میں بیان کیا جائے۔ قرآن مجید خود دعوت میں "الموعظۃ الحسنۃ" کا ذکر کرتا ہے۔ اس میں اچھے انداز اور مناسب گفتگو کا پہلو موجود ہے۔

ایک اچھا داعی وہ ہے جو مشکل بات کو آسان انداز میں سمجھا سکے۔

دعوت میں صبر کی ضرورت

دعوت فوری نتائج کا نام نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں طویل عرصے تک مشکلات برداشت کیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کی مخالفت کے باوجود دعوت جاری رکھی۔ یہ بات موجودہ دور میں بھی اہم ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک مرتبہ بات سن کر اپنی عادت نہ بدلی تو

داعی کو مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح اگر کسی نوجوان نے دینی سوال کیا اور فوراً مطمئن نہ ہوا تو اسے دشمن سمجھنا مناسب نہیں۔ دعوت میں صبر، وقت اور مسلسل تعلق کی ضرورت ہوتی ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

دعوت کا ایک حصہ نیکی کی طرف بلانا اور برائی سے روکنا ہے۔ قرآن مجید نے اسے امت کی ذمہ داری کے طور پر بیان کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ

"تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے، اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے، اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو دل میں اسے برا جانے۔[10] "

اس حدیث کو سمجھتے ہوئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر علم، استطاعت اور شرعی حدود کے ساتھ ہے۔ ہر شخص کو اپنی طرف سے قانون ہاتھ میں لینے کا اختیار نہیں دیا گیا۔ موجودہ دور میں خاص طور پر سوشل میڈیا پر کسی کی اصلاح اور کسی کی تذلیل کے درمیان فرق ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے خیر خواہی اور بدنامی کے فرق کو سمجھنا ضروری ہے۔

دعوت اور معاشی و اخلاقی زندگی

دعوت صرف مسجد اور مدرسے میں نہیں ہوتی۔ بازار بھی دعوت کا میدان ہے، دفتر بھی اور کاروبار بھی۔ ایک مسلمان تاجر اگر ناپ تول میں دیانت کرتا ہے، ملاوٹ سے بچتا ہے اور وعدہ پورا کرتا ہے تو وہ اپنے عمل سے اسلام پیش کر رہا ہے۔ ایک استاد اگر طلبہ کے ساتھ انصاف کرتا ہے، علمی دیانت برقرار رکھتا ہے اور اپنے منصب کو امانت سمجھتا ہے تو وہ بھی دعوت دے رہا ہے۔ ایک سرکاری ملازم اگر رشوت سے بچتا ہے اور اپنے فرائض دیانت سے ادا کرتا ہے تو اس کا عمل کسی تقریر سے کم دعوتی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں کردار کی دعوت بہت اہم ہے۔

دعوت اور عورت، خاندان اور معاشرہ

موجودہ معاشرے میں خاندان بہت سے مسائل سے گزر رہا ہے۔ والدین اور بچوں کے درمیان فاصلے، موبائل کا زیادہ استعمال، تربیت کی کمی، میاں بیوی کے مسائل اور بڑھتی ہوئی تنہائی نے گھر کے ماحول کو متاثر کیا ہے۔ دعوتی کام کرنے والے اداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ صرف عمومی مذہبی معلومات نہ دیں بلکہ خاندان کے حقیقی مسائل پر بھی بات کریں۔ نکاح، والدین کے حقوق، بچوں کی تربیت، میاں بیوی

کے حسنِ سلوک اور خاندان میں باہمی احترام اسلام کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہیں۔ ان موضوعات پر آسان زبان میں مفید رہنمائی کی ضرورت ہے۔

دعوت اور تعلیمی میدان

تعلیم دعوت کا ایک بڑا میدان ہے۔ قرآن کی پہلی وحی ہی "اقرأ" سے شروع ہوتی ہے۔ علم اور دعوت ایک دوسرے سے الگ نہیں۔ مسلمان معاشرے میں اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ کو ایسی تعلیم ملنی چاہیے جس میں علم کے ساتھ اخلاق بھی ہو۔ خاص طور پر جامعات میں اسلامیات اور متعلقہ شعبوں کے اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ نوجوانوں کے سوالات کو سنیں اور قرآن و سنت کی روشنی میں ان کے علمی جواب تلاش کریں۔ ایک ایسا دینی انداز جس میں صرف حکم ہو اور دلیل نہ ہو، موجودہ تعلیم یافتہ نوجوان کے لیے کم مؤثر ہو سکتا ہے۔ دلیل، اخلاق اور حکمت کا امتزاج زیادہ ضروری ہے۔

دعوت اور عالمی سطح پر امت کی ذمہ داری

آج مسلمان دنیا کے تقریباً ہر خطے میں موجود ہیں۔ اس صورت میں دعوت صرف ایک ملک یا ایک معاشرے تک محدود نہیں۔ مسلمان جہاں رہتے ہیں وہاں اپنے اچھے اخلاق، قانون کی پابندی، دوسروں کے حقوق کے احترام اور معاشرتی خدمت کے ذریعے اسلام کی مثبت تصویر پیش کر سکتے ہیں۔

اسلام کے بارے میں غلط تاثر کا بہترین جواب صرف تقریر نہیں بلکہ ایسا عملی کردار بھی ہے جس سے لوگ مسلمانوں کو امانت دار، پر امن، ذمہ دار اور خیر خواہ انسان کے طور پر دیکھیں۔

موجودہ حالات میں امت کی ترجیحات

آج کی دعوتی ذمہ داریوں میں چند باتیں خاص طور پر اہم معلوم ہوتی ہیں۔ علم کو مضبوط کیا جائے، نوجوانوں کے سوالات کو سنجیدگی سے لیا جائے، سوشل میڈیا کو ذمہ داری سے استعمال کیا جائے، گھر اور خاندان کی تربیت پر توجہ دی جائے، خدمتِ خلق کو دعوت کا حصہ بنایا جائے اور اختلاف کے باوجود اخلاق برقرار رکھا جائے۔ اسی طرح دینی اداروں اور جامعات کے درمیان رابطہ بڑھانا بھی ضروری ہے۔ جدید مسائل پر تحقیق، تربیتی مواد کی تیاری اور نئی نسل کے لیے قابلِ فہم دینی مواد کی تیاری وقت کی ضرورت ہے۔ دعوت کو صرف منبر تک محدود کرنے کے بجائے زندگی کے مختلف شعبوں تک لے جانا ہو گا۔

نبوی اسلوبِ دعوت سے موجودہ دور کے لیے رہنمائی

رسول اللہ ﷺ کی دعوت میں چند باتیں خاص طور پر نمایاں ہیں۔ آپ ﷺ لوگوں کو ان کی حالت کے مطابق سمجھاتے تھے، سختی کے بجائے نرمی اختیار کرتے تھے، سوال کا جواب دیتے تھے، عملی مثال قائم کرتے تھے اور طویل مشکلات کے باوجود دعوت کا کام جاری رکھتے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا

"آسانی پیدا کرو، سختی نہ کرو، خوش خبری دو اور نفرت نہ دلاؤ۔[11] "

یہ حدیث موجودہ دور کے لیے خاص طور پر اہم ہے۔ دین کی دعوت کا مقصد لوگوں کو اللہ سے قریب کرنا ہے، نہ کہ ہر بات میں انہیں خوف زدہ یا متنفر کرنا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دین کے احکام کو نرم کر کے بدل دیا جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ حق بات صحیح انداز میں پیش کی جائے۔

خلاصۂ تحقیق

موجودہ حالات میں امتِ مسلمہ کی دعوتی ذمہ داریاں پہلے سے زیادہ وسیع ہو گئی ہیں۔ دعوت اب صرف مسجد، مدرسے یا جلسے تک محدود نہیں رہی۔ آج گھر، اسکول، یونیورسٹی، بازار، میڈیا اور سوشل میڈیا سب دعوت کے میدان بن چکے ہیں۔ قرآن مجید نے خیر کی دعوت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو امت کی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ اسی قرآن نے دعوت کا طریقہ بھی بتایا کہ حکمت، اچھی نصیحت اور بہترین انداز اختیار کیا جائے۔ موجودہ دور میں دعوت کی سب سے بڑی ضرورت شاید یہی ہے کہ علم اور اخلاق ساتھ چلیں۔ اگر علم ہے لیکن کردار نہیں تو دعوت کمزور ہو گی۔ اگر جذبات ہیں لیکن علم نہیں تو غلطی کا امکان بڑھے گا۔ اگر سوشل میڈیا ہے لیکن ذمہ داری نہیں تو دعوت کے بجائے انتشار پیدا ہو سکتا ہے۔ نوجوانوں تک پہنچنا، ان کے سوالات سننا، خاندانی تربیت کو مضبوط کرنا، خدمتِ خلق کو دعوت کا حصہ بنانا، مختلف طبقات سے حسنِ سلوک کرنا اور ڈیجیٹل دنیا میں مستند اور سنجیدہ دینی مواد فراہم کرنا آج کی اہم ضرورتیں ہیں۔ نبوی طریقہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ دعوت میں حق کے ساتھ حکمت، علم کے ساتھ صبر، اور اختلاف کے باوجود حسنِ اخلاق ضروری ہے۔ اس لیے موجودہ دور کی کامیاب دعوت وہی ہو گی جو قرآن و سنت سے مضبوط تعلق رکھتے ہوئے اپنے زمانے کو بھی سمجھتی ہو۔

نتائج

1۔ دعوتِ دین امتِ مسلمہ کی بنیادی اجتماعی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

2۔ قرآن مجید نے خیر کی طرف بلانے، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کو کامیابی کے ساتھ جوڑا ہے۔[1]

3۔ دعوت کا صحیح طریقہ حکمت، اچھی نصیحت اور بہترین اندازِ گفتگو پر قائم ہے۔

4۔ موجودہ دور میں دعوت کے میدان پہلے سے زیادہ وسیع ہو گئے ہیں، جن میں سوشل میڈیا، جامعات، تعلیمی ادارے اور سماجی خدمت بھی شامل ہیں۔

5۔ نوجوان نسل کے سوالات کو نظر انداز کرنے کے بجائے ان کے ساتھ علمی اور سنجیدہ گفتگو کی ضرورت ہے۔

6۔ دعوت میں مستند علم بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور غیر تحقیقی یا کمزور دینی مواد سے بچنا ضروری ہے۔

7۔ مسلمانوں کا کردار، دیانت، حسنِ اخلاق اور خدمتِ خلق خود ایک مؤثر دعوتی ذریعہ بن سکتے ہیں۔

8۔ خاندانی تربیت اور بچوں کی دینی و اخلاقی پرورش بھی امت کی دعوتی ذمہ داریوں کا اہم حصہ ہے۔

9۔ اختلافِ رائے کے باوجود عدل، احترام اور شائستگی کو برقرار رکھنا دعوت کے لیے ضروری ہے۔

10۔ موجودہ دور میں دعوت کی کامیابی کے لیے دینی علم کے ساتھ جدید ذرائع ابلاغ اور معاشرتی حالات کی سمجھ بھی ضروری ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ القرآن الکریم، سورۃ آل عمران، 3:104۔

2۔ القرآن الکریم، سورۃ النحل، 16:125۔ قرآن مجید دعوت کے لیے حکمت، اچھی نصیحت اور بہترین اندازِ گفتگو کی ہدایت دیتا ہے۔

3۔ القرآن الکریم، سورۃ التوبۃ، 9:71۔

4۔ القرآن الکریم، سورۃ محمد، 47:19۔

5۔ البخاري، محمد بن إسماعيل، الجامع الصحيح، كتاب أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، حديث 3461۔ اس روایت میں نبی کریم ﷺ نے اپنی طرف سے پہنچانے کی ترغیب دی ہے۔

6۔ القرآن الکریم، سورۃ القلم، 68:4۔

7۔ القرآن الکریم، سورۃ التحریم، 66:6۔

8۔ القرآن الکریم، سورۃ المائدۃ، 5:8۔

9۔ القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، 2:256۔

10۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون النھي عن المنکر من الإیمان، حدیث 49۔ حدیث میں برائی کو اپنی استطاعت کے مطابق بدلنے اور کم از کم دل میں برا جاننے کی ہدایت بیان ہوئی ہے۔

11۔ البخاري، محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب ما کان النبي ﷺ یتخولھم بالموعظۃ والعلم کي لا ینفروا، حدیث 69۔

12۔ القرضاوي، یوسف، ثقافۃ الداعیۃ، مکتبۃ وھبۃ، القاھرۃ۔